جیسی کرنی ویسی بھرنی

منظر مظفرپوری

کلھوا پیغمبر پور، شیعہ ٹولی، نزد کلھوا چوک، پوسٹ کلھوا، وایا کلواری، مظفر پور (بہار)

میرا گھر ریلوے اسٹیشن کے آس پاس تھا، لیکن اسکول میرے گھر سے تین چار کلومیٹر کی دوری پر واقع تھا۔ لہٰذا وقت پر ٹرین مل جانے پر میں اکثر ٹرین سے ہی اسکول جاتا تھا۔

ایک روز میرے دماغ میں ریل ٹکٹ کا پیسہ بچانے کی خرافات سوجھی اور میں بغیر ٹکٹ لئے ہی ٹرین میں سوار ہو گیا، لیکن اِسی کے ساتھ کئی طرح کے اندیشے میرے ذہن و دل کو پریشان کرنے لگے۔ میں اپنی سیٹ پر چین سے نہیں بیٹھ پا رہا تھا۔ کسی کالے کوٹ والے شخص پر نظر پڑتی تو یہ سوچ کر میرے پسینے چھوٹنے لگتے کہ ضرور وہ ٹی ٹی ہوگا اور قریب آکر مجھے دبوچے گا۔

اِس سے زیادہ میرا بُرا حال اُس وقت ہوتا، جب چین پولنگ ہونے پر ٹرین اچانک رک جاتی۔ تب ایک ہی خدشہ میرے دل و دماغ کو دھڑکانے لگتا کہ ضرور مجسٹریٹ چیکنگ ہوگی، تبھی تو ٹرین بے جگہ روک دی گئی ہے۔ میں گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگتا۔

''یا خدا! یہ میں نے کیسی مُصیبت مول لے لی۔ اگر پکڑا گیا تو کتنی بے عزتی ہوگی۔ پولیس والوں کی ڈانٹ پھٹکار برداشت کرنے کے علاوہ جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ سب سے بڑھ کر گھر والوں کو جب معلوم ہوگا تو اُنھیں کتنا صدمہ ہوگا۔ امی ابو کے علاوہ گھر کے دوسرے لوگ بھی کتنے سمجھدار ہیں۔ وہ کچھ بھی برداشت کر سکتے ہیں، لیکن ذلت و رسوائی کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔

''گھر والے مجھے اکثر سمجھاتے رہے ہیں کہ بابو ہر اُس عمل سے توبہ کرنا چاہئے، جس سے گھر اور سماج کی عزت و وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ اِس لئے بُرائی سے بچو اور محنت و ایمانداری کو اپنا سچا دوست مانو۔''

میں گھبرا کر آہیں بھرنے لگا۔ مجھے اپنے کئے پر بار بار پچھتاوا ہو رہا تھا، لیکن پچھتانے سے اب کیا حاصل۔

میری بوکھلاہٹ اور بے چینی دیکھ کر ہوسکتا ہے کہ اُس بوگی میں سفر کر رہے مسافروں کو یقین ہو گیا تھا کہ میں بنا ٹکٹ سفر کر رہا ہوں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ مجھے عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ مجھ پر طرح طرح کی پھبتیاں کسی جارہی تھیں........

''دیکھنے میں تو شریف گھرانے کا لگتا ہے، لیکن طور طریقے سے کتنا گھٹیا لڑکا ہے۔''

''اِسی طرح کے اسکولی چھوکرے آگے چل کر ملک اور سماج کے لئے خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔''

''آج جب اس لڑکے میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے کی عادت پڑ گئی ہے، تو کل ٹرین رابری کرے گا۔''

"ایک طرف کندھے سے اسکول بیگ لٹکا کر طالب علم ہونے کی امیج پیش کر رہا ہے، تو وہیں بنا ٹکٹ سفر کرکے خود کے آوارہ ہونے کا پیغام دے رہا ہے۔ کمبخت کوئی ایک ہی کام کیوں نہیں کرتا۔"

میری دماغی کیفیت جواب دے رہی تھی۔ جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو بوکھلا کر میں ٹوائلٹ میں جا چھپا، لیکن وہاں بھی مجھے راحت نہیں ملی۔ یہ اندیشہ دل کو بار بار پریشان کر رہا تھا کہ بنا ٹکٹ سفر کرنے کے جرم میں اگر ٹوائلٹ سے گرفتار کیا گیا تو، تب کیا ہوگا؟ ....ایک غلطی

کے بدلے آخر کیسی کیسی ذلتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔

میں سوچ ہی رہا تھا کہ تبھی کسی نے ٹوائلٹ کے دروازے پر دستک دے کر مجھے اک دم سے دھکا دیا۔ میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا تھا کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ بس چپ چاپ پائیدان پر کھڑا کانپتا رہا۔

دستک دینے والے نے اِس بار زور سے دروازے پر دھکا مارا اور بنا کچھ سوچے سمجھے جھٹ سے دروازہ کھول دیا۔ کسی ٹی ٹی یا پولیس والے کے بجائے ایک مسافر کو سامنے کھڑا پایا تو گھبراہٹ تھوڑی کم ہوئی، لیکن وہ شخص کبھی مجھے اور کبھی میرے اسکول بیگ کو حقارت سے گھورنے لگا۔ اُس کی اس حرکت سے مجھے کافی بوریت ہونے لگی۔ میں اُسے کچھ بول بھی تو نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ بغیر ٹکٹ سفر کرنے والا ہر کسی کا مجرم ہوا کرتا ہے۔ ایسا انسان انتظامیہ کی نظر میں قانوناً مجرم کہلاتا ہے، تو عوام کی نگاہ میں بدقماش۔

میں احساسِ کمتری میں ڈوبا ہوا تھا کہ تبھی دروازے پر کھڑا آدمی ڈپٹ کر بولا، "چل نکل باہر گندا چھوکرا، اسکول بیگ اتنی دیر سے لے کر ٹوائلٹ میں...؟"

اُس آدمی کی ڈانٹ پھٹکار نے مجھے اندر سے جھنجھوڑ دیا تھا۔ میں ٹوائلٹ روم سے باہر نکلنے کی ہمت جٹا ہی رہا تھا کہ اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر جھٹکے سے باہر نکال دیا۔ میں نے اُس کے اِس برتاؤ پر کوئی اعتراض نہیں جتایا اور گیٹ کے پاس جا کر گھٹ گھٹ کر رونے لگا۔

اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو مجھے کافی راحت محسوس ہوئی، لیکن اِسی کے ساتھ ایک اور اندیشے نے میرے ذہن و دل کو گرفت میں لے لیا۔ وہ یہ کہ ٹرین سے اُتر کر

اسٹیشن سے باہر نکلنے کے دوران میں نہ کہیں دبوچا جاؤں۔ ایسا ممکن بھی لگ رہا تھا۔ کیونکہ جا بجا ٹی ٹی اور جی آر پی کے جوان گشت کرتے نظر آرہے تھے۔ شاید چیکنگ مشن چل رہا تھا۔

''لگتا ہے میری شامت ٹرین میں نہیں، بلکہ ریلوے اسٹیشن پر لکھی ہے۔'' میں زیرِلب بُد بُداتا ہوا ٹرین سے اُترنے کے بعد چور کی طرح دُبک دُبک کر آگے بڑھنے لگا۔

کسی طرح خود کو بچاتے ہوئے میں اسٹیشن سے باہر نکلنے میں کامیاب رہا، لیکن میں اپنی اِس کامیابی سے بالکل خوش نہیں تھا۔ بلکہ دُکھی تھا.... بہت دُکھی۔ کیونکہ اِس کامیابی کے حُصول کے لیے مجھے احساسِ جُرم، پشیمانی اور ذلت سے زبردست دوچار ہونا پڑا تھا۔ پھر ایسی کامیابی کس کام کی؟

ٹھیک ہے کہ میں ٹکٹ چیکنگ میں نہیں پکڑا گیا، لیکن اپنی نظر میں ایسا گرفتار ہوا ہوں کہ لاکھ توبہ کے باوجود کبھی شاید ہی نجات مل سکے۔

فی الحال تزکیۂ نفس کے لیے پہلا قدم میں نے یہ اُٹھایا کہ ٹکٹ کے بچائے ہوئے پیسے کے علاوہ اپنی جیب کے سبھی پیسے میں نے ایک ایسے لاچار آدمی کو دے دیے، جس کی جیب کسی اُچکے نے کاٹ لی تھی اور وہ ٹکٹ کاؤنٹر کے نزدیک کھڑا بار بار اپنی جیبوں کا معائنہ کچھ اس امید سے کر رہا تھا کہ شاید کسی جیب سے کم سے کم ٹکٹ کے پیسے نکل آئیں۔ میں اُس مسافر کو تھوڑی راحت پہنچا کر راحت محسوس کر رہا تھا۔

○○

جوابات ''معلومات کی کسوٹی''

۱۔ Liquid Hydrogen
۲۔ برازیل (Brazil)
۳۔ ریشم کا کیڑا (Silk Worm)
۴۔ 64 مربع
۵۔ آٹھ (8)
۶۔ مغربی بنگال (West Bengal)
۷۔ بالو (From Sand)
۸۔ (Lactic Acid) لاسٹک ایسڈ
۹۔ گنگا
۱۰۔ فلم سے وابستہ افراد و فلمی ادارے کو
۱۱۔ جگر
۱۲۔ سونا (Gold)
۱۳۔ ایلومینیم (Aluminium)
۱۴۔ H_2SO_4
۱۵۔ دینِ الٰہی
۱۶۔ اُترپردیش
۱۷۔ (Sun) سورج
۱۸۔ (BSNL) بھارت سنچار نگم لمیٹڈ
۱۹۔ (Marcury) پارہ
۲۰۔ تقریباً 30 فیصد
۲۱۔ ممبئی
۲۲۔ ٹیبل ٹینس
۲۳۔ جوہانس برگ

جوابات ادبی دماغی ورزش

سلسلہ (۵۷)

۱۔ یار
۲۔ جنازہ
۳۔ خطا
۴۔ غفلت
۵۔ نصیب
۶۔ لاکھوں
۷۔ خوف
۸۔ زادِراہ
۹۔ صنم خانہ
۱۰۔ ناصح